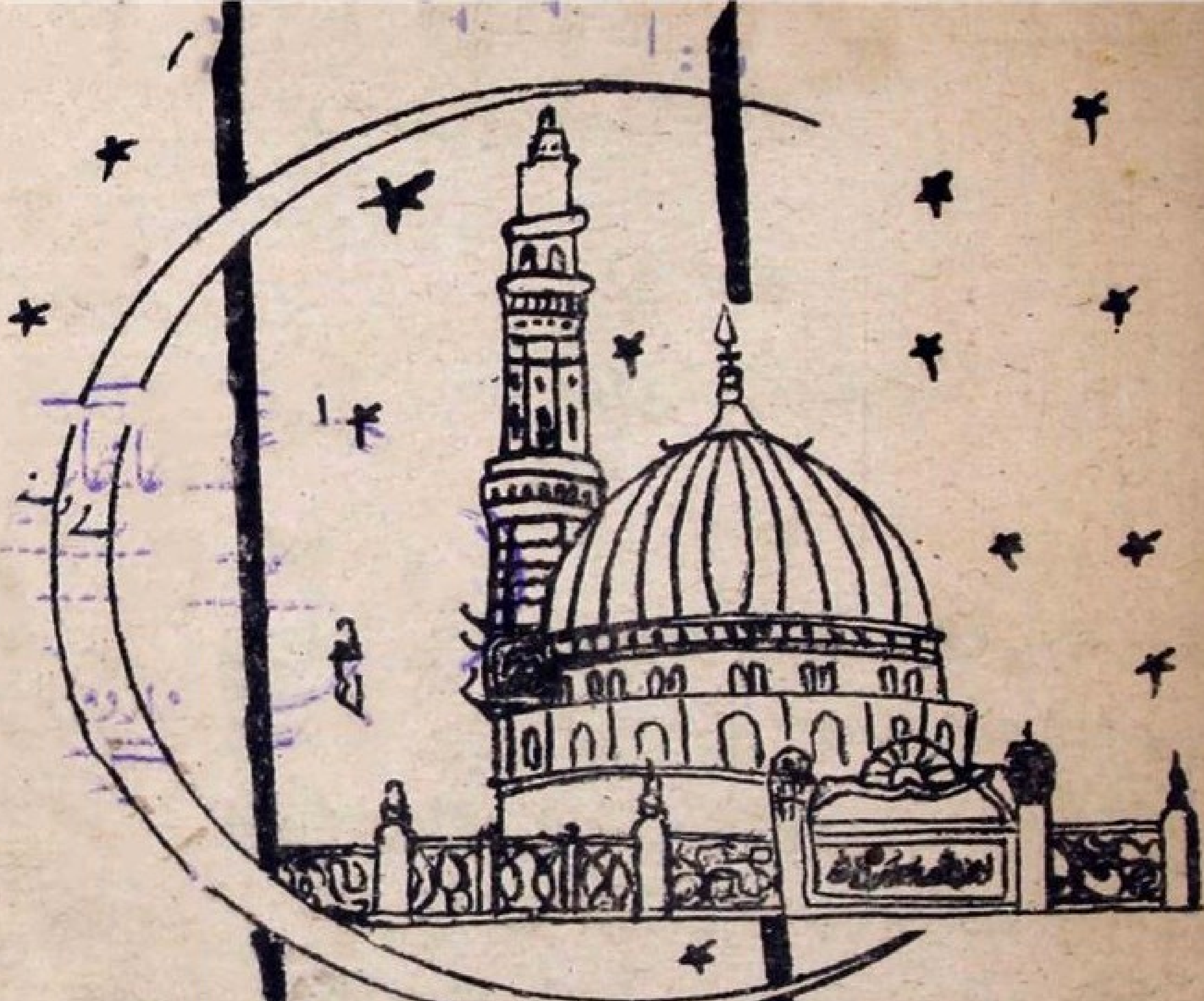
معراجِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



ہلال جعفری

دانشکدۂ اوصاف، ملتان

بسدف



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معراجِ مصطفیٰ

تضمین بر نعت اعلیحضرت احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نتیجۂ فکر ہلال جعفری

ناشر

دانشکدۂ اوصاف۔ ملتان

ہدیہ:- ۵۰ پیسے

نام کتاب .. .. معراجِ مصطفیٰ

نوعیتِ کتاب .. .. معراجِ مبارکہ منظوم

شاعر .. .. ہلالؔ جعفری

تقاریظ .. .. .. استاذ العلماء مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، حضرت علّامہ میر افق کاظمی امروہوی، مولانا ماہرؔ القادری مدیر فاران کراچی، جناب رئیس احمد جعفری، جناب عبدالکریم ثمرؔ، جناب پروفیسر عاصیؔ کرنالی، جناب تاثیرؔ نقوی، جناب عزیزؔ حاصل پوری، جناب ادیبؔ سیمابی، جناب عارفؔ دہلوی،

طباعت .. سیّد الیکٹرک پریس ملتان

زیر اہتمام .. طباعت کدہ۔ شاہی مارکیٹ ملتان

اشاعتِ اوّل .. .. دسمبر ۱۹۶۶ء * تعداد .. .. .. ایک ہزار

طابع و ناشر .. .. جاوید اوصاف جعفری

مقامِ اشاعت .. .. دانش کدہ اوصاف ۲/۱۳۴ ملتان

صفحات .. .. .. * قیمت .. .. .. ۵۰ پیسے

صَلِّ علیٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
صَلِّ علیٰ شفیعِنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

○

یا صاحبَ الجمال و یا سیّد البشر
مِن وجہکَ المنیر لقد نُوّر القمر

لایمکنُ الثناءُ کما کانَ حقّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

شیخ سعدیؒ

○

صَلِّ علیٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
صَلِّ علیٰ شفیعِنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خدا کے بھیدی، خدا کے محرم، خدا کے خوانِ کرم کے مہماں
تھی دوش پر جو سیاہ کملی، غلافِ کعبہ کا گویا عنواں
لبوں کی جنبش عطائے یزداں، نظر کی جنبش علاجِ عصیاں

چلے وہ سروِ چمن خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

*

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابتدائیہ

"دانش کدہ اوصاف" کے قیام کا کیا مقصد ہے اور ہم کس قسم کی کتب پیش کرنا چاہتے ہیں؟ اور بے شمار مکتبوں کی موجودگی کے باوجود ایک نئے مکتبے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ ان تمام سوالوں کا جواب دیتے ہوئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ "تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے اس دورِ پُرفتن میں ہمہ جہت اور ہر ممکن کوشش و کاوش کی ضرورت ہے۔ جتنے چراغ جلیں گے اسی قدر روشنی ہوگی اور تاریکی چھٹے گی۔"

اِس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ آج اسلام دشمن قوتیں اپنا جال پھیلانے میں ہمہ تن مصروف ہیں، جبکہ اسلام پسند قوتیں روز بروز کمزور ہوتی جارہی ہیں۔ اس پُرآشوب دَور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی ہر دو صورتوں میں اسلام کے تحفظ اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں۔ دامے، درمے، قدمے، سخنے اور قلمے، ہر طرح کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو مجتمع کرلیں۔ دانشکدہ اوصاف کے قیام کا اصل مقصد یہی ہے یعنی خدمتِ اسلام۔ ہمارے ذہن میں ایک مُرتب پروگرام ہے، اس کے تحت ہم نہایت اہم موضوعات پر دلکش و دیدہ زیب لیکن ارزاں کتب مسلمانانِ پاکستان تک پہنچانا چاہتے ہیں،

ہماری دوسری پیش کش "معراجِ مصطفےٰ" حاضرِ خدمت ہے۔ پہلی پیشکش "جانِ رحمت" کے الحمدللہ دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ ہم عنقریب ہی پاکیزہ نعتوں کا مجموعہ "ہلالِ حرم" پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے، یہ تینوں کتب مشہور نعت گو شاعر حضرت ہلال جعفری کی فکر کا نتیجہ ہیں۔ ان کے علاوہ غزالیٔ دوراں حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی کی گرانقدر تصنیفات بھی ہم شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ ہمارا ادارہ یعنی "دانش کدۂ اوصاف" تجارتی مقاصد کے لئے قائم نہیں ہوا ہے، نہایت معمولی سرمائے سے اللہ کا نام لے کر کام کا آغاز کر دیا گیا ہے اس لئے ہمارے ساتھ تعاون اپنا فرض سمجھتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمایئے، ہماری کتب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں تک پہنچایئے۔ نیز اپنے اعلےٰ مشوروں سے بھی نوازیئے۔

ہم نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ ہمارے کرم فرماؤں کو جن کتب کی بھی ضرورت ہو ہم وہ کہیں نہ کہیں سے مہیا کر کے اُن تک پہنچائیں۔ لہٰذا اعلےٰ علمی و ادبی اور دینی کتب بالخصوص بریلوی مکتبۂ فکر کی کتب کی فرمائش سے آگاہ کریں۔ یہ خوش خبری بھی قارئین کرام تک پہنچانا ہمارا ایک خوش گوار فریضہ ہے کہ "دانش کدۂ اوصاف" کو حضرت

علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اور حضرت مفتی مسعود علی صاحب قادری مدظلہم العالی نیز دیگر اکابرینِ ملت بریلی کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اس مکتبے کو آپ اپنا مکتبہ سمجھتے ہوئے ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

والسلام

جاوید اوصاف جعفری

نگراں

دانش کدۂ اوصاف۔ ملتان

*

معراج الکلام

از حضرت علامہ افقؔ کاظمی امروہوی مدظلہ

جناب ہلالؔ جعفری ایک ابھرتے ہوئے نعت گو شاعر ہیں ، اور بالخصوص سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی نعت شریف میں نغمہ سرائی کرتے ہیں ، اس سلسلے میں ان کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ کلام سے خاص ذوق پیدا ہو گیا ہے ، چنانچہ اس سے قبل وہ حضرت علیہ الرحمۃ کے مشہور و مقبول سلام پر مکمل تضمین "جانِ رحمت" کے نام سے پیش کر چکے ہیں ، اور اب انھوں نے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ ہی کے ایک دوسرے شاہکار "معراجِ مصطفےٰ" کی تضمین کی ہے ۔ اس تضمین کی جو شان ہے وہ تو قارئین و ناظرین کو پڑھنے اور دیکھنے کے بعد ہی نظر آئے گی ۔ میں نے جستہ جستہ سرسری مطالعہ سے یہ اندازہ کیا ہے کہ ہلالؔ صاحب اس "معراج الکلام" پر اپنے جذبات و خیالات کے تحت مصرعے چسپاں کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور یہی تضمین کی خوبی ہوتی ہے کہ چسپیدہ مصرعوں میں مضمون شعر کی شرح و وضاحت ہو یا اس کے متعلق مناسبات کا اضافہ ، یہ خوبی اس تضمین میں کافی حد تک موجود ہے ۔

فنی اور لسانی حیثیت سے کلام حمد و نعت پر ناقدانہ نظر ڈالنا ایک بڑا اہم اور فرصت طلب کام ہے جس کے لئے طویل و مسلسل علالت اور غیر معمولی نقاہت کے باعث ہمت نہیں۔

میں ہلالؔ صاحب کو اس مبارک کارنامہ پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اسلامی ادبی دنیا میں یہ تحفہ قبولیتِ عامہ حاصل کرے۔ آمین ثم آمین!

فقیر گوشہ گیر

میر افقؔ کاظمی امروہوی غفرلہٗ

(ملتان)

۵ ستمبر ۱۹۶۶ء

✱

حضرت ہلالؔ جعفری

علماء، شعراء، ادباء اور اربابِ صحافت کی نظر میں

اُستاذ العلماء علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی شیخ الحدیث اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور کا ارشادِ گرامی

"میرے محترم عزیز دوست اور مشہور نعت گو شاعر جناب ہلالؔ جعفری ایک کہنہ مشق شاعر ہیں، اُن کا ہر شعر جذباتِ عقیدت کا آئینہ دار ہے، ان کے اشعار میں الفاظ و معانی کا رشتہ سلکِ مروارید نظر آتا ہے۔"

حضرتِ علامہ میر آفق کاظمی امروہوی

"جناب ہلالؔ جعفری ایک ابھرتے ہوئے نعت گو شاعر ہیں، ان کے نعتیہ کلام میں ادب و احترام اور محبت و عقیدت کا بڑا حسین اور پیارا امتزاج ہوتا ہے۔"

جناب مولانا ماہر القادری مدیر ماہ نامہ فاران کراچی

"جناب ہلالؔ جعفری ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ میری تمنا اور دعا ہے کہ ہلالؔ صاحب کے کلام کو قبولِ عام حاصل ہو اور آسمانِ شاعری پر ہلالؔ مہ بن کر چمکیں۔"

جنابِ رئیس احمد جعفری ندوی

"مجھے ہلال صاحب کی نعتوں میں جذب و مستی کی ایک دنیا نظر آتی ہے۔ ان کے کلام میں جوش بھی ہے اور جذب بھی، روانی بھی ہے اور شستگی بھی، کیف بھی ہے اور سرور و مستی بھی۔"

جناب عبدالکریم ثمر کے

"جناب ہلال جعفری کی تمام نعتوں میں عشق کا سوز و گداز بھی ملتا ہے اور امید و نشاط کا عرفان بھی، جہاں تغزل اور نغمگی کی ارزانی ہے وہاں محبت کی سچی تڑپ کے ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام بھی نمایاں ہے۔"

جناب پروفیسر عاصی کرنالی ایم اے کے

"ہلال صاحب کی نعتوں میں ان کا جذبۂ محبت اس طرح ابھر پڑتا ہے جیسے موجِ صبا کی تاثیر سے کلیاں کھلتی ہیں، ان کی نعتیں نعت گوئی کے سرمائے ہیں، ایسے لعل و گہر ہیں جو واقعی بیش بہا ہیں۔"

جناب تاثیر نقوی، نگراں ہفت روزہ تحریک ملتان کے

"کیا کہنا اُس دماغ کا جو سر برآرائے حسن و جمالِ محمدیؐ ہو اور انجمن آرائے تصورِ نبویؐ ہو، اور کیا پوچھنا اس دل کی منزلت کا جو آئینۂ نقشِ کفِ پائے رسولؐ ہو۔ دماغ جب سوچے تو مدحِ رسولؐ کے پھول کھل جائیں، اور دل جب جذباتِ محبت سے لبریز ہو تو کوثر و تسنیم کی موجیں نثار

ہوں، ہلالؔ جعفری کو خداوندِ عالم نے ان تمام عظمتوں سے نوازا ہے اور وہ سعادتیں بخشی ہیں جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتیں۔"

جناب عزیزؔ حاصل پوری

ہلالؔ صاحب کی نعتیں اس قابل ہیں کہ انھیں آنکھوں پر رکھا جائے اور سینے سے لگایا جائے۔ ہر نعت، ہر شعر، ہر مصرعہ اور ہر لفظ عشق و مستی کے بحرِ کراں میں ڈوبا ہوا ہے۔"

جناب ادیبؔ سیمابی

ہلالؔ صاحب کے اشعار میں عارفانہ کیف اور عاشقانہ تڑپ ہے، اور یہی خوبی ان کی نعتوں کو درجۂ قبولیت بخشنے کے لئے کافی ہے۔

جناب عارفؔ دہلوی

جناب ہلالؔ جعفری بڑی پیاری شخصیت کے مالک ہیں، ان کے دیدہ دل میں وہ عشق و مستی ہے جو ایک مومن کا سرمایۂ حیات ہے، وہی عشق و مستی جس کے متعلق علامہ اقبالؔ نے فرمایا ہے ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ!

عشق و مستی اور جذب و محبت کی اس دولتِ لازوال سے ہلالؔ صاحب مالا مال ہیں، اور اسی عشق و مستی کو انھوں نے بڑے دل نشین انداز میں اشعار کے سانچے میں ڈھالا ہے۔

۷۸۶
۹۲

معراجِ مصطفیٰ

①

بساطِ کونین سج رہی تھی، چراغِ انوار جل رہے تھے
شبِ دنئے کہکشاں کی چتون پہ حسنِ فطرت کے دائرے تھے
قدم قدم پر، روش روش پر ستارے جھک جھک کے کہہ رہے تھے

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے

(۲)

زمیں کو زیبائیاں مبارک، فلک کو رعنائیاں مُبارک
عروسِ بزمِ شبِ دنیٰ کو طرب کی شہنائیاں مُبارک
ریاضِ جنّت کو طائرانِ قُدس کی الحانیاں مُبارک

بہار کو شادیاں مُبارک، چمن کو آبادیاں مُبارک
مَلک فلک اپنی اپنی لَے میں یہ گھر عنادل کے بولتے تھے

(۳)

سجائے جاتے تھے دونوں عالم، منائی جاتی تھیں ساری رسمیں
بلندیوں نے بچھادیں راہوں پہ اپنے ارمان کی جبینیں
بجائے جاتے تھے شادیانے، لٹائی جاتی تھیں مَے کی موجیں

وہاں فلک پر، یہاں زمیں پر رچی تھی شادی مچی تھیں دُھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آئے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

*

(۴)

ہوا تھا سارا جہاں منوّر جھلک یہ اُن کے جمال کی تھی
نظر نظر میں تھا نور پنہاں قمر نے جلوؤں سے گود بھر لی
یہ چاند تاروں کی آرزو تھی اس ایک دن کی اس اک گھڑی کی

یہ چھوٹ پڑتی تھی انکے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

(۵)

حریمِ کعبہ کے ذرّہ ذرّہ پہ از سرِ نَو شباب آیا
برس برس کر خدا کی رحمت سے دُھل رہا تھا غبارِ کُہنہ
شبِ عُروسی کا خاص جوڑا فرازیٔ لامکاں سے اُترا

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نِکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

×

(٦)

نفس نفس محوِ آرزو تھا، نظر نظر پہ تھے کیف چھائے
فضا کو پُرنور کر رہے تھے جگہ جگہ رحمتوں کے سائے
فلک کے تارے چمک چمک کر مسرتوں کی نوید لائے

نظر میں دُولھا کے پیارے جلوے حیا سے محرابِ سر جھکائے
سیاہ پردے کے مُنہ پہ آنچل تجلّیٔ ذاتِ بحت کے تھے

(٧)

نئی اُمیدوں کے لاکھوں جلوے جبینِ عالم پہ مسکرائے
حیات چولا بدل رہی تھی، لباسِ کہنہ تھا مُنہ چھپائے
ہوائیں کافور ہو رہے تھے غم و الم کے اداس سائے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دِلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

*

۸

بنا تھا ماہِ تمام کعبہ کا ذرّہ ذرّہ چمک چمک کر
نقابِ باطل کا گر رہا تھا زمیں پہ از خود سرک سرک کر
ردائے گیتی کو دھو رہا تھا کرم کا ساغر چھلک چھلک کر

یہ جھومتا میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

۹

چمن چمن پاک ہو رہے تھے کثافتوں سے کدورتوں سے
فضاؤں میں عطر بھر گیا تھا کسی کے پُر کیف پرتوؤں سے
مہک رہا تھا مشامِ عالم شہودِ عنبر کے گیسوؤں سے

دُلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

★

(۱۰)

کتابِ صحرا کا ہر ورق تھا حدیثِ فطرت کا بابِ زریں
فلک بداماں بلندیوں سے یہ آ رہی تھی صدائے تحسیں
جبل جبل عکسِ شبنمی سے بنا ہُوا تھا مثالِ پرویں

پہاڑیوں کا وہ حسنِ تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں، دوپٹے دھانی چُنے ہوئے تھے

(۱۱)

سفینہ منجدھار بن گیا تھا، بھنور کناروں ہی ڈھل گیا تھا
تھا سطحِ دریا پہ عکس افگن جمال رحمت کے آئینے کا
یمِ کرم ٹھاٹھیں مارتا تھا، اُبل رہا تھا کرم کا چشمہ

ہوا کے جھونکوں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں جھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

*

۱۲

بہت دریدہ سا ہو گیا تھا، بہت ہی بوسیدہ ہو گیا تھا
نگاہِ عالم پہ بار سا تھا، بساطِ عالم پہ بوجھ سا تھا
جگہ جگہ سے پھٹا ہُوا تھا، جگہ جگہ سے سِلا ہوا تھا

پُرانا پُر داغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

۱۳

کہاں تک اشکِ الم چھپائیں، کہاں تک اشکِ الم گرائیں
اُنھیں کے جلوؤں کی بھیک مانگیں انھیں سے بزمِ نظر سجائیں
پھر اُن پہ مِٹنے کی آرزو ہے، پھر اُن پہ مٹنے کی ہیں دُعائیں

غبار بن کر نثار جائیں، کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حُوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

*

(۱۴)

جلا رہا ہوں چراغِ حسرت کہ روشنی پڑ نہ جائے مدھم
سجا سجا کر نظر کے دامن پہ صبحِ نورِ ازل کی شبنم
انھیں مناظر کی جستجو ہے، انھیں مناظر کی فکرِ پیہم

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

(۱۵)

کرم کے انوار لُٹ رہے تھے نقیبِ رحمت بلا رہا تھا
اِدھر فرشتے اُدھر فرشتے بندھا تھا اک عرشیوں کا تانتا
قطار اندر قطار قدسی کھڑے تھے ہاتھوں میں لیکے کاسہ

اُتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

*

۱۶

اُسی مہِ آمنہؓ کے جلوؤں سے روئے عالم چمک رہا ہے
اُسی گُلِ ہاشمی کے پرَتو سے حُسنِ گلشن مہک رہا ہے
وہی تو بادل برس رہا ہے وہی تو چشمہ ڈھلک رہا ہے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے، وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہلانے میں جو گرِا تھا پانی، کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

۱۷

بڑھا مقامِ دنیٰ سے آگے وہ جب چراغِ ازل کا مامن
لگائی آنکھوں سے عرشیوں نے بصد عقیدت رکابِ توسن
جو برسے چتون سے اُن کی جلوے تو بھر لئے قدسیوں نے دامن

بچا جو تلوؤں کا اُن کے دھوون، بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دُولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

★

(۱۸)

نگاہِ عالم کسی کے جلوؤں سے آج پھر جھولیاں بھرے گی
جبینِ کونین پھر کسی کے قدم پہ سجدے ادا کرے گی
جہان کے خرمنِ گنہ پر پھر ایک برقِ تپاں گرے گی

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

(۱۹)

نگاہِ اوّل کا حرفِ اوّل، نگاہِ اوّل کا ایک پیکر
ہے چہرہ نورِ سحر کا جلوہ، ہے رُخ کتابِ خُدا کا منظر
جمالِ حسنِ ازل نظر میں، ضیاءِ مطلق کی ضو جبیں پر

تجلیٔ حق کا سہرا سر پر، صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

*

(۲۰)

وہاں کے جلوؤں سے کرتے قلب ونگاہ کی انجمن کو روشن
وہاں کے گرد و غبار لے کر بناتے بزمِ نظر کی چلمن
سکون، قلب و نظر کو ملتا، تمام ہو جاتی دُور اُلجھن

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

(۲۱)

جو اُن کا مسلک خدا کا مسلک، خدا کا مسلک ہے اُن کا مسلک
اُنھیں کے سائے میں دو جہاں ہیں، اُنھیں کا سایہ ہے دو جہاں تک
وہی ہیں کون و مکاں کے مالک اُنھیں کی یہ شان ہے بلا شک

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شالک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

*

(۲۲)

یہ عالم قدس کا تھا عالم، تھا قابلِ دید رکھ رکھاؤ
شبِ دنی اما نگتی تھیں حوریں یہ نیگ لاؤ وہ نیگ لاؤ
نقیب رحمت پکارتا تھا، اِدھر کو آؤ، اِدھر کو آؤ

ہجوم اُمید کو گھٹاؤ، مُرادیں دے کر انھیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ، ملائکہ میں یہ غُلغلے تھے

(۲۳)

تمام عالم نکھر رہا تھا کرم کے جلوؤں کی بھیک لے کر
رِدائے گیتی کو دھو رہا تھا کرم کا بادل برس برس کر
کمالِ انوار کا سماں تھا، کمالِ انوار کے تھے منظر

اُٹھی جو گردِ رہِ مُنوّر وہ نُور برسا کہ راستے بھر
گھِرے تھے بادل، بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

*

(۲۴)

رہِ سفر کی وہ دُھول کیا تھی، قسم خدا کی عجیب شئے تھی
بنایا حُوروں نے جس کا غازہ، ستاروں نے جس سے گود بھر لی
چمک دمک لازوال ہوتی، یہ روشنی تیری اور بڑھتی

ستم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کی رہ گذر کی
اُٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھنا مِٹے تھے

(۲۵)

چمن چمن پر شباب آیا، کلی کلی کے نصیب بدلے
صَبا نے کون و مکاں لبائے گُلِ عرب کی قبا پہن کے
ہلال نے آنکھ سے لگائے جو ذرّے راہِ گذر سے اُٹھے

بُراق کے نقشِ سُم کے صدقے وہ گُل کھِلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن، لہکتے گلشن، ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

*

(۲۶)

بجُز خدا تیری عظمتوں کے سمجھنے سے ہے ہر ایک قاصر
تمام عَالم ترا ثنا خواں، تمام عالم ہے تیرا ذاکر
ہے تو ہی شرحِ کتاب یزداں ہے تو ہی حاضر ہے تو ہی ناظر

نمازِ اقصےٰ میں تھا یہی سِر، عیاں ہو معنئ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر لئے تھے

(۲۷)

سُکوں کی مَوجوں میں آج کوئی سفینۂ غم ڈبو رہا تھا
بَرس بَرس کر کرم کا دھارا، خمارِ مستوں کا دھو رہا تھا
نگاہِ سَاقی کی جنبشوں میں نظامِ فطرت سمو رہا تھا

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا، نکھار ہر شئے پہ ہو رہا تھا
نجوم وافلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

*

(۲۸)

عجیب جلوؤں کی انجمن تھی عجیب جلوؤں کا تھا وہ منظر
تھا عارضِ والضحےٰ کی کرنوں سے مُنہ چھپائے چراغِ خاور
پناہ کی جستجو میں پھرتا تھا برجِ چرخِ کہن کا اختر

نقاب اُٹھائے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے

(۲۹)

بنایا ذرّوں کو ماہِ تاباں کمال یہ جنبشِ نظر تھا
بہشتی عمامہ زیبِ سر تھا کہ جلوۂ حُسن طور پر تھا
پسینہ لوحِ جبیں سے گر کر فروغِ تزئینِ بام و در تھا

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

*

(۳۰)

عطاء کی حجّت، سخا کی حجّت، سخا کی حجّت عطا کی حجّت
تھی موجزن اُنگلیوں کے سایہ میں چشمۂ خلد کی حقیقت
کرم کی موجوں کا تھا یہ عالم کہ جیسے بہتا ہو بحرِ رحمت

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بُلبلے تھے

(۳۱)

بنا کے دولھا ملائکہ اُن کو تختِ طاؤس پر بٹھاتے
جب اپنے چہرے سے ماہ طیبہ نقاب نورِ ازل اُٹھاتے
تو ماہ و انجم بصد عقیدت پھر اپنی اپنی جبیں سجاتے

وہ ظلِّ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سُنہری زربفت اُودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

*

(۳۲)

خدا کا بھیدی، خدا کا محرم، خدا کے خوانِ کرم کا مہماں
تھی دوش پر جو سیاہ کملی، غلافِ کعبہ کا گویا عنواں
لبوں کی جنبش عطائے یزداں نظر کی جنبش علاجِ عصیاں

چلا وہ سروِ چمن خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گذر چکے تھے

(۳۳)

وہاں کسی کی طلب مہِ آمنہ کے جلوؤں کو کھینچ لائی
ازل سے تا بہ ابد کسی کی نہ ہو سکے گی جہاں رسائی
وہ اُس کی پرواز اللہ اللہ وہ اُس کا اندازِ دلربائی

جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دُولھا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

*

(۳۴)

جَلال و ہیبت کا سَامنا تھا برس رہا تھا جلال ہر سُو
ابھی نہ صبح نے لی تھی کروٹ ابھی نہ سُلجھے تھے شب کے گیسو
نڈھال سی ہو گئی تھی حالت رہا نہ پرواز پر بھی قابُو

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی، امید ٹوٹی، نگاہ حسرت کے ولولے تھے

(۳۵)

وہ ناز والے نیاز والے، وہ دونوں عالم کے کاج والے
وہ رحمتوں والے، فضل والے، گناہ گاروں کی لاج والے
اک ادنیٰ خاکِ قدم میں اُن کی زمانے بھر کے خراج والے

سُنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہو تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

*

(۳۶)

زمیں کا مالک، فلک کا مالک، خدا کا محبوب کملی والا
نگاہوں میں موجزن تھا جس کے کرم کا دریا عطا کا دریا
امینِ کعبہ، حسینِ کعبہ، جو عرشِ حق کے قریب پہنچا

یہ سن کے بے خود پکار اُٹھا، نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر اُن کے قدموں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

(۳۷)

چھپا کے اُن کا خدا نے سایہ، عطا کیا رحمتوں کا سایہ
دُرود پڑھ پڑھ کے قدسیوں نے بساطِ کونین کو سجایا
یتیمِ کعبہ نے جب وہاں سے بصد متانت قدم بڑھایا

جُھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ، گری تھی سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قرباں ہو رہے تھے

*

(۳۸)

جب اُن کی چتون کی جلوہ ریزی چراغِ انجم کو یاد آئی
انھیں کے جلوؤں کا عکس لے کر جگہ جگہ محفلیں سجائیں
انھیں کے رُخ کی تجلیّوں سے قمر نے ایسی ادائیں پائیں

ضیائیں کچھ عرش پر وہ چھائیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے، چراغ مُنہ اپنا دیکھتے تھے

(۳۹)

قریبِ عرشِ عظیم جا کر رُکے بوجہِ جلال و ہیبت
ابھی تھے اِس کش مکش میں آقا، ابھی تھی یہ کشمکش کی صورت
اُتارنے کو تھے کفشِ اقدس، مگر یہ دیکھو خدا کی قدرت

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

*

(۴۰)

سجی ہے تجھ سے یہاں کی مسند سجے گی تجھ سے وہاں کی مسند
ہے تیرا اک اک قدم دو عالم کی انتہائے بقا کا مقصد
تو بے تکلّف زبہرِ الفت، تو بے تکلّف زِ لطفِ بے حد

بڑھ اے محمدؐ، قریں ہو احمدؐ قریب آ سرورِ مجدّ
نثار جاؤں یہ کیا صدا تھی، یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

(۴۱)

یہ لوحِ محفوظ کی بلندی، یہ چاند سورج یہ عرش و کرسی
یہ چشمِ بینا کے واسطے اک دلیل ہے تیری عظمتوں کی
تو ہی ہے کون و مکاں کا مالک نہ تیرا ہمسر نہ تیرا ثانی

تبارک اللہ یہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

(۴۲)

خراب و خستہ ہیں عقل والے پڑے ہیں دانش کدوں میں تالے
خدا سے ملنے کو نکلے گھر سے، تھے گردِ رحم و کرم کے ہالے
جمال والے، کمال والے، محیط کونین کے اُجالے

خِرد سے کہہ دو کہ سر جُھکا لے، گماں سے گذرے گذرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائیں کدھر گئے تھے

(۴۳)

نہ فاصلہ تھا نہ قافلہ تھا، نہ راہبر تھا، نہ کارواں تھا
نہ دخل ادراک کو وہاں تھا مہِ عرب جلوہ گر جہاں تھا
نہ پردۂ خاص کا گماں تھا، نہ پردۂ خاص کا درمیاں تھا

سراغِ این و متیٰ کہاں تھا، نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

*

۴۴

کبھی تو شرم و حیا سے رُکنا کبھی قدم شوق سے اُٹھانا
وہ ملنا رحمت سے رحمتوں کا بنا کے معراج کا بہانہ
گھڑی جُدائی کی جا رہی تھی، قریب تھا وصل کا زمانہ

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا، اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا، جلال و رحمت اُبھارتے تھے

۴۵

ردائے قدرت کے آنچلوں میں ستارے رحمت کے تھے چمکتے
گھٹائیں رحمت کی چھا رہی تھیں جبیں سے انوار تھے ٹپکتے
وہ دوش پر اک سیاہ کملی وہ گیسو شانوں پہ تھے لٹکتے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے، حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انھیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

★

(۴۶)

کمالِ زنجیرِ در کا ہلنا، تھا معجزہ یہ بھی اک سفر کا
نہ اشہبِ آسماں کی جنبش، نہ سایہ روح الامیں کے پر کا
نہ توسنِ عقل کا گذر تھا، نہ کام تھا یہ ہر اک بشر کا

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا
تنزّلی میں ترقی افزا، دنی تدلّے کے سلسلے تھے

(۴۷)

وہ آپ ٹوٹے دلوں کی ڈھارس وہ آپ ٹوٹے دلوں کا یارا
وہ آپ کشتی وہ آپ دریا، وہ آپ ہی منجدھار کا سہارا
وہ بحرِ قدرت کا خود شناور، وہ بحرِ قدرت کا آپ دھارا

کسے ملے گھاٹ کا کنارا، کدھر سے گذرا کہاں اُتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارہ، وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

★

۴۸

لگا کے آنکھوں سے قدسیوں نے دئیے ہیں نقشِ قدم کو بوسے
جلو میں لے کر فرشتے ان کو خوشی کا مژدہ سنا رہے تھے
وہ جلوے آپس میں ہو رہے تھے قریب تر ایک دوسرے کے

اُٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

۴۹

نسیمِ طیبہ کا جھونکا آیا، چمن چمن دہر کا بسایا
فضاؤں کو عطر میں ڈبویا، فضاؤں کو عطر زا بنایا
ہر ایک پھر طائرِ چمن کو چمن میں رہنے کا ڈھب سکھایا

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل میں فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے، گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

*

(۵۰)

تھا طورِ سینا کا ذرّہ ذرّہ ادائے نقشِ قدم سے گھائل
شبِ دنیٰ آپ رحمتیں ہو رہی تھیں خود رحمتوں پہ مائل
یہاں کا حائل وہاں کا حائل، جبینِ لوح و قلم کا حاصل

محیط و مرکز میں فرق مشکل، رہے نہ فاصل خطوطِ واصل
کمانیں حسرت میں سر جھکائے عجیب چکّر میں دائرے تھے

(۵۱)

تمام تر قدسیوں کے چہرے بنے تھے رشکِ قمر نکھر کے
یہ کس کی آمد شبِ دنیٰ تھی جگہ جگہ نور کے تھے پہرے
ستارے چھپ چھپ کے کہہ رہے تھے بصد ادب ایک دوسرے سے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

*

(٥٢)

دُہائی اے ناخدائے عالم کسے یہ تشنہ لبی دِکھائیں
یہ بحرِ جذبات کا تلاطم، یہ بحرِ الفت کی انتہائیں
پھر اک اشارہ قسیمِ کوثر کہ نہرِ جنت میں ڈوب جائیں

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ رہے تھے

(٥٣)

ہوئے تھے چودہ طبق مُنوّر، فلک پہ وہ چاندنی تھی پھیلی
سحر نے جھولی میں روشنی بھر کے شام کو کر دیا روپہلی
ضیاءِ شب کی تجلیّوں میں جو ماہ و انجم نے آنکھ کھولی

وہ سرورِ قد ؛ کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلُبن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

٭

(۵۴)

اُسی کے دَر پر جہاں کی رفتار فی الحقیقت ہوئی تھی ساکن
وہی ہے اک پیکرِ محاسن، اُسی پہ ہیں ختم کل محاسن
وہی ہے آرائشِ جمالِ جہاں کی تابانیوں کا ضامن

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر، وہی ہے باطن
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اسکی طرف گئے تھے

(۵۵)

تمہارے ادراک سے ہے باہر، یہ بات روح الامیں سے پوچھو
ذرا یہ ذوقِ لطیف پرکھو، ذرا بہ عقلِ سلیم سوچو
کہ دیکھنا چاہتی تھی فطرت خود اپنی فطرت کے آئینے کو

کمال امکاں کے چھوٹے نقطو، تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کہاں سے آئے کہاں گئے تھے

*

۵۶

ہوا تھا جلوہ فگن جو طیبہ کا چاند سپھر بزم ایزدی میں
کھڑے تھے ماہ و نجوم خیرات مانگنے درگہِ نبیؐ میں
خدا کے اکرام لُٹ رہے تھے خدا کے محبوب کی خوشی میں

ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گُندھ کر گلوئے پُرنور میں پڑے تھے

۵۷

خدا کا پرتو، خدا کا جلوہ، محمدؐ مصطفےٰؐ کی چتون
شفیعِ امّت، قسیمِ کوثر، خدا کی رحمت ہیں زیرِ دامن
تمام طے ہو گئے مراحل ہوئی اشاروں میں دُور الجھن

زباں کو تھا انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا سُنی تھی جو بات سُن چکے تھے

*

(۵۸)

وہ گذرا اسدرہ کی وادیوں سے رہا نہ روح الامیں کو یارا
دنیٰ کے پردے اٹھے ہوئے تھے برس رہا تھا کرم کا دھارا
جو دیکھا گردِ رہِ سفر کو تو کہکشاں نے کیا اشارا

وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارہ، بہشت کی سیر کو سِدھارا
چمک پہ تھا خُلد کا ستارا کہ اُس قمر کے قدم گئے تھے

(۵۹)

وہ ناز والے نیاز والے، تمام کونین کے اُجالے
وہ آمنہ کی نظر کے تارے حلیمہ کی گودیوں کے پالے
یہ اُن کی پرواز اللہ اللہ، میں اُن کی شانِ سفر کے صدقے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آگئے تھے

★

(۶۰)

متاعِ حسنِ ازل کی طلعت، ضیائے بزمِ دنیٰ کی عظمت
مہِ رسالت فروغِ خلقت، چراغِ طاقِ حرم کی زینت
ھلال ہو پھر قمر کی صورت بہ فیضِ فیضانِ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت، رضا بہ اللہ ہو عنایت
اُسے بھی اُن خلعتوں کا حصّہ جو خاصِ رحمت کے واں بٹے تھے

(۶۱)

نہ پروا نام و نمود کی ہے، نہ مال و زر کی مجھے تمنّا
خدا کرے کوئی ایک مصرعہ ہو میری بخشش کا اک بہانہ
یہی مذاقِ سخن ہے میرا، یہی مرے ذوق کا تقاضا

ثنائے سرکار ہے وظیفہ، قبولِ سرکار ہے تمنّا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، ردیف کیا کیسے قافیئے تھے

تمّت بالخیر

تضمین بر نعت اعلیحضرت حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ ایسا تصوّر میں ترے محو ہُوا ہو
بیمارِ الم شدتِ غم بھول گیا ہو
آنکھوں میں لئے حسرتِ دیدار پڑا ہو
دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

تم بزمِ دو عالم کی تجلّی ہو، ضیا ہو
تم خالقِ کونین کے جلوؤں کی ادا ہو
تم مطلعِ انوار ہو، تم ماہِ دنا ہو
تم ذاتِ خدا سے نہ جُدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

ہاتھوں میں لئے کاسۂ امید کھڑا ہو
سرکار کے دامن کی ہوا مانگ رہا ہو
دم آنکھوں میں اٹکا ہو یہ اک لب پہ دُعا ہو
گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

کھُل جائیں خرابات کے دروازے بھی پیر
دے جام کوئی اس کو مئے ناب کا بھر کر
رضواں اسے دکھلاتا پھرے خلد کے منظر
دے وقتِ نزع اسکو اگر حور بھی ساغر
منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو

تربت رہے آباد پسِ مرگ الٰہی
رہ جاؤں نہ ناشاد پسِ مرگ الٰہی
کیجیو مری امداد پسِ مرگ الٰہی
مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی
جب خاک اُڑے میری، مدینے کی ہوا ہو

اک قلزمِ رحمت ہیں وہ، اک فیض کا چشما
اک منبعِ اکرام ہیں، اک فضل کا دریا
اندازِ کرم اُن کا ہے دنیا سے نرالا
آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا

خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

بیمارِ مدینہ پہ کرم کیجیئے للّٰہ — درمانِ ملال آپ کا دیدار ہے آقاؐ
مریم کے تقدس کی قسم رشکِ مسیحا — دے ڈالیئے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقا
اے چارۂ دل دردِ حسنؔ کی بھی دوا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

تضمین بر نعت علیحضرت بریلوی رح

اللہ یہ تری شان یہ رتبہ تیرا — موجزن دہر میں ہے بحرِ عطایا تیرا
سب امیروں میں غریبوں میں ہے چرچا تیرا — واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحیٰ تیرا
نہیں، سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
کاش پہنچوں جو ترے روضۂ اقدس کے قریب — میری قسمت بھی بدل جائے، سنور جائیں نصیب
جالیاں تھام کے روضے کی کہوں ائے مجیب — میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے جلووں سے منوّر ہوئے چاروں اطراف — ختم ہیں ذاتِ مقدس پہ تیری کل اوصاف
ہے زمانے سے نرالی تری شانِ الطاف — چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
جانے والو! مرے آقا سے یہ کہنا احوال — کہ تری قوم ہوئی جاتی ہے آقا پامال
گو برُوں سے بھی برُے ہیں مگر اے نیک خصال — تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

ہوں سیہ کار نہ کھل جائے حقیقت میری
اپنے دامن میں چھپا فردِ ندامت میری
رحمتِ خاص ذرا دیکھ عقیدت میری
تجھ سے در، در سے ہے سگ، سگ سے ہے نسبت میری

میری گردن میں پڑا دور کا پٹہ تیرا

مجھ سے پوچھے کوئی آقا تری رحمت کیا ہے
تیرے اکرام ہیں کیا تیری عنایت کیا ہے
تیرے قربان مجھے فکرِ قیامت کیا ہے
تیرے آگے مرے عصیاں کی حقیقت کیا ہے

مجھ سے سَو لاکھ ہوں کافی ہے اشارہ تیرا

آرزو ہے کہ شہِ کون و مکاں والا سمیع
یہ طلال آپ کا ہو اور ہو فردوس بقیع
اے شہِ ختمِ رسل اے سہ او صاف رفیع
تری سرکار میں لاتا ہے رضا اسکو شفیع

جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

بزمِ رضا

برسے گی پھر اکرام الٰہی کی گھٹا دیکھ
تو پہلے ذرا گیسوؤں والے کی ادا دیکھ
بادل میں جمالِ شہِ لولاک لما دیکھ
قرآن میں یا صورتِ قرآن خدا دیکھ
ہے جلوہ نما کوئی سر بزمِ رضا دیکھ
تا حدِ نظر، حدِ یقیں نورِ خدا دیکھ
خاروں کو بنا آبلہ پا کا مقدر
پھر راہیٔ طیبہ! رہِ طیبہ کا مزا دیکھ
چھایا ہے تخیل پہ کوئی گیسوؤں والا
اٹھنے لگی پھر کعبہ سے رحمت کی گھٹا دیکھ

مقصود ہے گر دیکھنا اللہ کا جلوہ
اللہ کے محبوب کی ایک ایک ادا دیکھ

سجدوں کو ملے حُسنِ عقیدت کی بلندی
اک قبلۂ حاجات کا نقشِ کفِ پا دیکھ

مت دیکھ ترے صدقے مری فردِ ندامت
تُو اپنی سخا، اپنا کرم، اپنی عطا دیکھ

پھر دیکھ ھلالِ فلکِ پیر کا جلوہ
پہلے خمِ ابروئے محمدؐ کی ادا دیکھ